انسانی وجود میں روح!

[وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ (السجدہ ۳۲:۹) اور اس کے اندر اپنی روح پھونک دی]

'روح' سے مراد محض وہ زندگی نہیں ہے، جس کی بدولت ایک ذی حیات جسم کی مشین متحرک ہوتی ہے، بلکہ اس سے مراد وہ خاص جوہر ہے، جو فکر و شعور اور عقل و تمیز اور فیصلہ و اختیار کا حامل ہوتا ہے۔ جس کی بدولت انسان تمام دوسری مخلوقاتِ ارضی سے ممتاز ایک صاحبِ شخصیت ہستی، صاحبِ اَنا ہستی، اور حاملِ خلافت ہستی بنتا ہے۔

اِس 'روح' کو اللہ تعالیٰ نے 'اپنی روح' یا تو اس معنی میں فرمایا ہے کہ وہ اُسی کی مِلک ہے اور اس کی ذاتِ پاک کی طرف اس کا انتساب اُسی طرح کا ہے، جس طرح ایک چیز اپنے مالک کی طرف منسوب ہوکر اُس کی چیز کہلاتی ہے۔

یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر علم، فکر، شعور، ارادہ، فیصلہ، اختیار اور ایسے ہی دوسرے جو اوصاف پیدا ہوئے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات کے پرتو ہیں۔ ان کا سرچشمہ مادّے کی کوئی ترکیب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ کے علم سے اس کو علم ملا ہے، اللہ کی حکمت سے اس کو دانائی ملی ہے، اللہ کے اختیار سے اس کو اختیار ملا ہے۔

یہ اوصاف کسی بے علم، بے دانش اور بے اختیار ماخذ سے انسان کے اندر نہیں آئے ہیں۔ (تفہیم القرآن، سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، جلد ۵۶، عدد ۴، جولائی ۱۹۶۱ء، ص ۲۱-۲۲)